اخبارِ احمدیہ

پیارے اور محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں لندن سے آمدہ آخری اطلاع کے مطابق حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب کرام خصوصی توجہ سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے بے انتہاء فضلوں اور رحمتوں سے نوازتے ہوئے ہمارے جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور کامیابی و کامرانی سے حضور کا ہر دینی منصوبہ مکمل فرمائے۔

روزنامہ

الفضل ربوہ

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

خطبہ نمبر ۱۱

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۳۹-۷۴ | منگل ۱۹ شعبان ۱۴۰۹ھ ؛ ۲۸ امان ۱۳۶۸ ہش ؛ ۲۸ مارچ ۱۹۸۹ء | نمبر ۷۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

سلمان رشدی کی کتاب اسلام کے خلاف گہری سازش ہے

مغربی تہذیب میں آزادئ تحریر کا غلط تصور رائج ہو چکا ہے

جن ملکوں یا کمپنیوں نے رشدی کی کتاب نہ شائع کرنیکا فیصلہ کیا ہے انکو شکریہ کے خطوط لکھے جائیں

اپنی نئی نوجوان نسل میں کثرت سے صحافی پیدا کریں

فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۴ فروری ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن

حضور نے سورۃ الانعام کی آیت ۱۰۹ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"آج کے خطبے میں سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کے متعلق احباب جماعت کو صورت حال سے مطلع کرنا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں وہ لائحہ عمل بھی پیش کروں گا جو اسلامی تعلیم کی رو سے مسلمانوں کو ایسی صورتحال سے نپٹنے کے لئے اختیار کرنا چاہئے۔

رشدی کی کتاب کا پس منظر

اس کتاب کا پس منظر کیا ہے؟ پہلی نظر تو فوری پس منظر پر جاتی ہے اور جیسا کہ مختلف صاحب رائے لوگوں نے ظاہر کیا ہے۔ یہ کتاب کوئی انفرادی خباثت نہیں بلکہ اس کے پیچھے اسلام کے خلاف سازش کارفرما نظر آتی ہے لیکن اس سے بھی دور کے پس منظر میں اس سازش کی جڑیں پیوستہ ہیں اور بات وہاں سے شروع ہونی چاہئے۔

اس زمانے کا مستشرق ایک تہذیب کی ملمع کاری کے پردے میں اس رنگ میں اب اسلام پر حملے کرتا ہے کہ جس سے تہذیبی دائروں کو پامال کئے بغیر وہ اسلام پر چرکے لگاتا رہے اور معصومیت اور نادانی میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو یہ سمجھ بھی نہیں سکتے کہ وہی شرارت اور وہی خباثت جو گزشتہ تاریک صدیوں میں عیسائی مستشرقین کی طرف سے اسلام کے خلاف جاری تھی، اس نے نیا رنگ بدلا ہے لیکن خباثت وہی ہے اور دشمنی وہی ہے چنانچہ اس پہلو سے جب ہم اس دور کے پس منظر پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کئی سو سال تک مغربی دنیا میں مستشرقین زیادہ تر وہی لوگ تھے جو عیسائی پادری تھے اور عیسائی مذہب سے ان کا براہِ راست ایک خادمانہ تعلق تھا۔ اس دور میں اسلام کے خلاف جو کچھ بھی لکھا گیا وہ ننگے حملے تھے، بڑے گندے تھے لیکن ننگے اور واضح اور کھلے حملے تھے اور ان کا طریق کار یہ تھا کہ کمزور ترین روایات، جو مسلمانوں کی ہی کتب میں موجود ہیں، ان کو اٹھا کر ان کو واقعاتی صورت میں پیش کیا جائے اور یہ تأثر دیا جائے کہ ہم محققین ہیں۔ اپنی طرف سے ہم اسلام کے خلاف کوئی بات نہ کہتے ہیں، نہ اس کو تعلیمی روایات کے مطابق سمجھتے ہیں یا تصدیقی روایات کے مطابق سمجھتے ہیں۔ اس لئے جو کچھ بھی انہوں نے لکھا، اس کی بنیادیں انہوں نے اسلامی لٹریچر میں سے تلاش کیں۔ مورخین میں سے واقدی ان کا بہت مرغوب ہوا۔ اسی طرح طبری نے بے احتیاطی سے جو بعض لغو اور بیہودہ روائتیں اکٹھی کیں، ان پر انہوں نے بناء کی اور مغربی دنیا کے سامنے یہ تأثر پیش کیا کہ دیکھو مسلمان مصنفین جو بڑے رتبے اور اعلیٰ مقام کے مصنفین ہیں۔ جن کا اسلامی دنیا میں وقار ہے، ان کی کتابوں سے ہم یہ حوالے پیش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ ہے حقیقی تحقیق، اصل تحقیق اور یہی اسلام کی صورت ہے جو ابھر رہی ہے۔ جو بددیانتی انہوں نے کی وہ یہ کہ اس سے قوی تر روایات زیادہ مستند کتب میں ایسی موجود تھیں جو ان لغو روایات کو کلیۃً رد کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تعلیم اور قرآن کریم میں واضح نصوص اور آیات ایسی موجود تھیں جن کی روشنی میں کوئی دیانتدار محقق ان بیہودہ اور لغو روایات کو نگاہ میں نہیں لا سکتا تھا جو سینکڑوں سال کے بعد اکٹھی ہوئیں اور جن کے اکثر راوی بالکل جھوٹے تھے اور اسلامی محققین نے اسماء الرجال کے سلسلے میں جو تحقیقات کیں، اس میں ان کا جھوٹ، ان کا خبث، ان کا منافق ہونا اور ان کا بدکار ہونا، اس قسم کی بہت سی باتیں ان کتب میں موجود تھیں جو یہ پڑھتے تھے اور جانتے تھے کیونکہ بڑے بڑے لائق اور قابل آدمی اس پہلو سے موجود تھے کہ انہوں نے اسلامی کتب کی خوب ورق گردانی کی لیکن وہی چیز چنی جو اسلام کے خلاف حملے کے طور پر استعمال ہو سکتی تھی اور بظاہر دیانتداری کا ایک لبادہ اوڑھا لیکن درحقیقت یہ ایک انتہائی بددیانت تصنیفی کوشش تھی یا تحقیقی کوشش تھی جس کو انہوں نے ظاہری طور پر غیر جانبدار تحقیق کی ملمع کاری کے اندر پیش کیا۔ پھر وہ دَور بدلا، جیسا کہ میں نے گزشتہ بعض خطبات میں بھی بیان کیا تھا۔

۱۹۸۲ء میں جب میں انگلستان میں آیا ہوں تو میں نے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ محققین نے پھر اسلامی دنیا کی بڑھتی ہوئی طاقت کے پیشِ نظر اپنی پالیسی تبدیل کر لی اور چھپے ہوئے اور دبے ہوئے حملے کرنے شروع کئے اور زیادہ تر ان مسائل کو اچھالا جن مسائل کو اچھالنے میں اسلامی ریاستیں یہ سمجھتی تھیں کہ یہ ہماری تائید کی جا رہی ہے۔ مثلاً قتلِ مرتد میں بڑی شدت کے ساتھ ان لوگوں کی تائید کی۔ جو کسی بزرگ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہے اس کو قتل کر دینا چاہیئے اور مخالفت کے مقابل پر حوصلہ نہیں دکھانا چاہیئے۔ یہ وہ چند باتیں ہیں بنیادی طور پر یعنی حوصلے کی کمی، برداشت کی کمی اور غیرت کا غلط تصور اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا اور ہر قسم کی مخالفانہ رائے کو شدت کے ساتھ کچلنے کی کوشش کرنا۔ یہ وہ بنیادی باتیں ہیں جن پر انہوں نے زور دیا اور یہ ثابت کیا کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور چونکہ اس زمانے کی بعض مسلمان ریاستوں کو اپنے ملک میں جبر و تشدد کے لئے اس قسم کی اسلامی سندات درکار تھیں اور وہ یہی چاہتے تھے کہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کیا جائے، جس کے نتیجے میں ان کا استبداد ان دائروں میں مکمل ہو جائے جن میں وہ حکومت کرتے ہیں اس لئے انہوں نے ان چیزوں کو اپنی تائید میں سمجھا۔

حضرت بانی سلسلہ کا عظیم احسان

حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ ناقل) نے اس دور میں ہم پر جو عظیم الشان احسان کیا ہے وہ بہت دائروں پر پھیلا ہوا ہے لیکن یہ دائرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ تمام ایسی غلط روایات کو تحقیقی طور پر ردّ فرمایا جن کے نتیجے میں (دینِ حق۔ ناقل) کی تصویر ایک بھیانک مذہب کے طور پر دنیا میں ابھر رہی تھی اور ایسی تعلیم کے طور پر پیش کیا جو پاک فطری تعلیم تھی، جو دلوں میں اپنے ذاتی حسن کی وجہ سے خود بخود جذب ہونے اور دلوں کو قائل کر لینے کی اہلیت رکھتی تھی۔ اس پر سب دنیا میں علماء نے شور مچایا اور مخالفین نے احمدیت کے خلاف مہمات شروع کیں کہ یہ اسلام کو بگاڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ سلمان رشدی کی کتاب میں جو کچھ لیا گیا ہے وہ انہی روایات سے لیا گیا ہے جن کو احمدیت نے ردّ کیا تھا اور اس جرم میں احمدیوں کے خلاف شدید تحریکات چلائی گئیں اور اس کے مقابل پر ان لغو اور بیہودہ روایات کو تسلیم کر لیا گیا، ان روایات پر بناء کر کے اس نے ایک ناول لکھا اور زبان نہایت غلیظ اور بازاری اور سوقیانہ، ایسی غلیظ زبان کہ جو ہماری بعض گلیوں میں بداخلاق بچے روزمرہ گندی زبان استعمال کرتے ہیں۔ اس سے ملتی جلتی زبان ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق، آپ کی ازواج کے متعلق اور دیگر بزرگوں کے متعلق استعمال کی گئی۔

مجھے جب پہلی دفعہ اس کتاب کی طرف متوجہ کیا گیا تو مجھ میں یہ تو طاقت نہیں تھی کہ ساری کتاب کا مطالعہ کر سکتا لیکن بعض متفرق احمدی دوستوں کو میں نے اس کام پر مقرر کیا کہ وہ ایسے خاص پیراگراف، ایسے خاص حصے کتاب کے نمایاں کر کے نشان لگا کر میرے سامنے پیش کریں جن سے پتہ چلے کہ یہ کیا کہنا چاہتا ہے، کیوں کہنا چاہتا ہے اور اس کتاب کے پس منظر میں کوئی سازش ہے یا کوئی انفرادی کوشش ہے۔ ان حصوں کا مطالعہ بھی ایک روحانی عذاب تھا لیکن ان کے مطالعہ سے مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یہ کتاب ایک شخص کی انفرادی کوشش کا نتیجہ یقیناً نہیں۔ سلمان رشدی جیسا شخص جس کا مذہب سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں جو ایک دھریانہ ماحول میں پیدا ہوا، اسی ماحول میں اس نے پرورش پائی اور پھر انگلستان میں کم عمری میں ایسی عمر میں آیا جب یہ دنیا کی بیہودگیوں اور لذتوں میں پوری طرح ملوث ہو گیا۔ مذہب سے اس کا کوئی رشتہ، کوئی تعلق نہیں۔ وہ خود تسلیم کرتا ہے کہ مجھے مذہب کے متعلق کوئی ذاتی علم نہیں۔ اس کا اس باریکی کیساتھ سارے وہ نکات تلاش کر لینا جو عیسائی دشمنانِ اسلام خصوصیت کے ساتھ اسلام پر حملے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ یہ کوئی انفرادی اتفاقی واقعہ نہیں۔ اس سارے زہر کا نچوڑ اس کتاب میں اکٹھا کیا گیا ہے جو گزشتہ کئی صدیوں پر پھیلا ہوا ہے سارا زہر نہیں تو اس میں سے وہ حصے خصوصیت کے ساتھ جو آج کے مغربی مزاج کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں چونکہ فحشاء یہاں عام ہے اور اس کے نتیجے میں جنسی مضمون سے تعلق رکھنے والی کتابیں یہاں زیادہ مقبولیت اختیار کرتی جاتی ہیں۔ اس لئے بعض قسم کی روایات پر بناء کر کے اس نے اس کتاب کو ایک نہایت گندی جنسی جذبات ابھارنے والی کتاب یا جنسی جذبات کو بعض مقدس لوگوں کی طرف منسوب کرتے ہوئے تصنیف کیا اور رنگ یہ دیا کہ گویا یہ کہانی ہے۔

اسلام کو بدنام کرنے کی سازش

بہت سے تبصرے اس پر ہوئے ہیں لیکن ان تبصروں کی تفصیل میں تو میں یہاں نہیں جاؤں گا۔ بعض باتیں اس ضمن میں میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ ایک بات خصوصیت کے ساتھ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ یہ کتاب سلمان رشدی کی یقیناً نہیں، اس نے اپنے ایمان کا تو نہیں کیونکہ ایمان اس کے پاس نہیں تھا، اپنی روح کا سودا کیا ہے اور کسی امیر سوسائٹی نے اس کو روپیہ دے کر اس بات پر آمادہ کیا ہے، اس کے بعض قریبی دوستوں نے اس کو مشورہ بھی دیا کہ یہ بہت خطرناک بات ہے اور تم اس میں ملوث نہ ہو اور بعض ٹیلی ویژن پروگراموں میں انکا ذکر بھی آیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ روپیہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ اس کو ردّ نہیں کر سکا اور چونکہ خود ایک بے دین اور لامذہب انسان تھا اور خود اپنی ذاتی زندگی اس قسم کی نہیں تھی کہ جس میں انسان نفاست اور شرافت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے اس لئے بالکل بے باک ہو گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی اس کو کہا گیا تھا کہ ایسی کتاب لکھو جو انتہائی بے باکی کے ساتھ مغربی دنیا پر سے اسلام کا ہر قسم کا اچھا تصور مٹا دے اور یہ جو دوبارہ اسلام کا عروج ہو رہا ہے اور اسلام طاقت پکڑ رہا ہے اس کو اس قسم کے لٹریچر کے ذریعے کلیۃً مغربی اثرات سے زائل کر دیا جائے، مٹا دیا جائے اور اسلام کا وہ بھیانک تصور جو گزشتہ صدیوں میں پایا جاتا تھا۔ وہ پوری قوت کے ساتھ دوبارہ واپس آ جائے اور اسی تصور کے نتیجے میں پھر ہم اسلام کی وہ کوششیں جو یورپ اور مغرب کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی ہو رہی ہیں، ان کو ناکام اور نامراد کر دیں۔ یہ سازش کا پسِ منظر معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک بات ایسی ہے جو اس قسم کے مصنف کے ذہن میں از خود آ ہی نہیں سکتی، جو ایسی بات ہے جس کا عیسائیت اور اسلام کے دلائل کے مقابل میں اس کو ایک بنیادی اہمیت حاصل ہے اور اس کا آغاز حضرت اقدس اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ مؤقف رہا ہے کہ چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس لئے وہ روحانی ورثہ جس کی ابراہیمؑ کو خوشخبری دی گئی تھی، اُس ورثے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی اسی طرح شامل ہیں اور آپ کے متعلق جو مبارک پیشگوئیاں بائبل میں موجود ہیں ان کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے، یہ مؤقف ہے جو مسلمان ہمیشہ سے، آغاز اسلام سے لے کر اب تک لیتے رہے ہیں۔ اس پر عیسائیوں نے بارہا یہ کوشش کی یعنی اپنے دلائل میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضرت ہاجرہ چونکہ باقاعدہ منکوحہ بیوی نہیں تھیں اور ایک لونڈی تھیں جن سے ازدواجی تعلقات کی حضرت سارہ نے ان کو اجازت دی تھی۔ اس لئے یہ اولاد جائز اولاد نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو اس نوعیت کی جائز اولاد نہیں کہ وہ روحانی ورثہ پا سکے۔ یہ بحث ہے جو بڑے لمبے عرصے سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان چلتی چلی آئی ہے اور خصوصیت کے ساتھ احمدی لٹریچر نے جس کا نوٹس لیا اور نہایت قطعی اور مضبوط دلائل سے ہمیشہ عیسائی پادریوں اور محققین کے منہ بند کئے ہیں کہ ان کی اس دلیل میں کوئی جان، کوئی قوت نہیں محض ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیہودہ سرائی ہے اس سے بڑھ کر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اب یہ شخص سلمان رشدی دھریہ بھی ہو لیکن پیدائشی طور پر اس کو اسلام کا دشمن تو نہیں سمجھا جا سکتا اور اتنا گہرا مطالعہ اس کا کہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان وہ بنیادی چیزیں کون سی ہیں جن پر اسلام اور عیسائیت کے دلائل کی فتح و شکست کا انحصار ہے۔ یہ ایسے شخص سے توقع نہیں رکھی جا سکتی اور یہ خود تسلیم کرتا ہے کہ اس کا کوئی ایسا مطالعہ نہیں۔ چنانچہ اپنے مطالعہ کی بنیاد کے طور پر طبری کو پیش کرتا ہے اور طبری میں تو ایسا کوئی ذکر نہیں تو یقیناً ایسے عیسائی گروہوں کی طرف سے اس کتاب کا مواد اس کو مہیا کیا گیا ہے جو اسلام کی جڑوں پر اس دور تک حملہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو تاریخ میں بہت دور تک گہری دبی ہوئی ہیں اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک وہ اُتر جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل کے متعلق وہ بات اس طرح شروع کرتا ہے کہ ناجائز اولاد کہتا ہے اور پھر نہایت ہی غلیظ، ناقابلِ برداشت لفظ ان کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اگر لامذہب آدمی ہو تو دوسرے انبیاء پر بھی حملے کرتا لیکن اس کے حملے خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے آباء و اجداد پر اور ان بزرگوں پر ہیں جن کی اسلام میں خاص اہمیت ہے لیکن آگے جاکر جب صحابہ کے دور میں اس کے حملوں کا میں نے جائزہ لیا تو یہ ایک عجیب بات سامنے آئی کہ امہات المومنین پر حملے تو سمجھ آتے ہیں۔ یہ خبیث لوگ ہمیشہ اس طرح کرتے چلے آئے ہیں لیکن حضرت سلمان فارسی کو کیوں خاص طور پر اپنی خباثت کا نشانہ بنایا گیا۔

ایران کو خاص نشانہ بنایا گیا

اس وقت یہ دوسرا نکتہ سمجھ آیا کہ چونکہ ایران کے ساتھ آج کل ان قوموں کی بے انتہاء دشمنی چل رہی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ایران شکست کھا گیا ہے لیکن اس نے مغرب کی بالادستی کو تسلیم نہیں کیا۔ چاہے احمقانہ طور پر جوابی حملے کئے ہوں، اپنا نقصان کیا ہو، خودکشی کی ہو لیکن چوٹ مارنے سے باز نہیں آیا اور مغرب کے سامنے اپنا سر نہیں جھکایا۔ یہ چیز ان کی آنا پر ایسے عذاب کا موجب بنی ہوئی ہے کہ ہر دوسری چیز کو معاف کر سکتے ہیں، خمینی کو معاف نہیں کر سکتے اور ایرانی کو معاف نہیں کر سکتے۔ اس لئے چونکہ حضرت سلمان فارسی وہ اکیلے صحابی تھے جو بہت صاحب عظمت تھے اور ایرانی تھے اس لئے ان پر حملے سے یہ سمجھے، یعنی سکیم بنانے والے کے ذہن میں یہ بات تھی کہ یہ حملہ جو ہے یہ ایران کو تکلیف پہنچائے گا اور اس کو خاص طور پر چوٹ لگے گی اور ایسا ہی ہوا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی حملہ ہے لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ حملہ شاید شیعوں کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ اس لئے دوسرا آدمی حضرت سلمان فارسی کو چنا گیا ہے۔ ابوبکرؓ بھی چنے جا سکتے تھے، عمرؓ بھی چنے جا سکتے تھے، عثمانؓ اور علیؓ بھی چنے جا سکتے تھے۔ ان سب کو چھوڑ کر حضرت سلمان فارسی کا انتخاب بتاتا ہے کہ یہ ساری کتاب ایک گہری سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے اور بڑی باریک بینی کے ساتھ یہ ایک ایسا منصوبہ تیار کیا گیا ہے جو وہاں وہاں چوٹ لگاتا ہے جہاں یہ چوٹ لگانا مقصود ہے پس یہ کتاب جو غلاظت کی ایک پوٹ ہے۔ یہ محض ایک غلاظت کی پوٹ نہیں بلکہ نشانے کے ساتھ .... ماری گئی ہے اور اس ارادے کے ساتھ پھینکی گئی ہے کہ کثرت کے ساتھ اہلِ اسلام کے دل دکھیں اور وہ بے چین اور بے قرار ہوں اور کچھ نہ کر سکیں۔ اس کا ایک ایرانی پس منظر بھی ہے اور کچھ یہ بھی کہ گزشتہ کم سے کم قریباً ۱۵، ۲۰ سال سے مغربی ملکوں نے ایک دو عملی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان مسلمان ممالک کے دوست ہیں اور ان کو تقویت پہنچاتے ہیں جو اسلام کے متعلق ایسے متشددانہ رویے رکھتے ہیں اور جبر اور استبداد کی تعلیم کے قائل ہیں۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اپنے ملکوں میں وہ اسلامی نظریے کا سہارا لے کر اشتراکیت کو کچلیں اور مغربی دشمن طاقتوں کو بھی اسی تلوار سے کچلیں، قتل کریں اور ختم کریں۔ یہ ان کا منصوبہ ہے اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب وہ اپنے ممالک میں اسلام کے نام پر مظالم کریں تو مغربی دنیا میں ان مظالم کو اچھالا جائے اور اسلام کی ایک نہایت بھیانک تصویر پیش کی جائے پس جہاں ایک طرف سعودی عرب کو پوری امریکہ کی حمایت حاصل رہی وہاں سعودی حکومت نے جب ایک شہزادی کو ایک فحاشی کے الزام میں قتل کروایا تو اس کی نہایت ہی مبالغہ آمیز اور خوفناک تصویریں اور فلمیں بنا کر ساری دنیا میں پیش کی گئیں اور سعودی عرب نے اس کے خلاف بڑا شدید احتجاج کیا۔ اسی طرح امریکن اخبار سعودی کردار پر حملہ کرنے سے کبھی بھی باز نہیں آئے اور وہ ساری باتیں وہ تھیں جن کے اوپر امریکہ کی حکومت کی پوری چھتری تھی اور پوری طرح اس کی پشت پناہی حاصل تھی اس لئے یہ ان کے لئے ایک مسئلہ بن گیا کہ وہ حکومتیں جو اسلام کے نام پر جبر کرتی ہیں اور جن کی پوری سرپرستی مغرب کو حاصل ہے انکی جبر کی عادتیں یا رجحانات اگر اچھل کے مغربی دنیا میں آئیں تو پھر ہم کیا کریں گے چنانچہ ایک طرف ان خوفناک طاقتوں کو تقویت دے کر اور نیا خون دے کر ابھارنے کی کوشش کرتے رہے، دوسری طرف مغرب میں ان کو بدنام کرتے رہے اور یہ چاہتے تھے کہ اسلام کا جبر اور تشدد عالم اسلام کے خلاف تو استعمال ہو لیکن غیر اسلامی دنیا کی طرف اس کا رجحان نہ ہو۔ خمینی نے اس رجحان کو پلٹنے کی کوشش کی لیکن بدقسمتی کے ساتھ وہ کوشش جس رنگ میں ہونی چاہیئے تھی اس رنگ میں نہیں کی ....

اب سوال یہ ہے کہ خمینی کے ساتھ ہمارا کوئی نظریاتی تعلق تو نہیں ہے بلکہ مسائل پر بنیادی اختلافات ہیں اور وہ بنیادی شیعہ اصول جو ہر قسم کے شیعہ فرقوں کے اندر مشترک ہیں اور شیعیت کی جان ہیں، ان میں ہم ان سے مختلف ہیں اور اہلِ سنت کے ساتھ ہمارا اتفاق ہے۔ اس کے باوجود تقویٰ اور سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں کوئی بات درست دیکھی جائے اس کو تسلیم کیا جائے۔

خمینی میں کردار کا دوغلاپن موجود نہیں

خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے میرا تاثر یہ ہے کہ وہ شخص انتہائی غلطی خوردہ سہی لیکن دیانتدار ہے۔ ہمارے نقطۂ نگاہ سے اسلام کے لئے انتہائی بے وقوف سہی لیکن امام خمینی صاحب کے اندر کردار کا دوغلاپن دکھائی نہیں دیا۔ چنانچہ ابھی ہالینڈ میں جب نیشنل پریس انٹرویو کے لئے آیا ہوا تھا انہوں نے مجھ سے اس قسم کا فقرہ چاہا کہ میں کہوں کہ خمینی صاحب نے جو یہ بات اٹھائی ہے۔ یہ صرف سیاسی چال کے طور پر ہے تو میں نے اُن سے کہا کہ نہیں۔ ہرگز ایسی بات نہیں ہے۔ یہ آپ لوگ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں لیکن میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ خمینی صاحب کا اسلام کا بگڑا ہوا تصور ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بڑا بھیانک تصور ہے۔ مجھے اس سے کوئی اتفاق نہیں لیکن خمینی کی شخصیت کے متعلق اب تک میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں کر سکا جس سے میں یہ کہہ سکوں کہ امام خمینی صاحب عملاً جھوٹ بول رہے ہیں اور کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں جیسی بھیانک اسلام کو انہوں نے پیش کیا اس پر عمل بھی کر کے دکھایا اور اس کے نتیجے میں اتنا کشت وخون ہوا۔

میں اہل مغرب کو یہ کہتا رہا ہوں کہ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ تمہیں خمینی کے خلاف کیوں تکلیف ہے۔ اصل تکلیف خمینی کے خلاف یہ نہیں ہے کہ اس نے اہل مغرب کو عملاً کوئی نقصان پہنچا دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے خلاف ہمیشہ سے جو یہ پھوڑے دل میں پکتے رہے ہیں کہ اسلام کو نیچا دکھایا جائے اور تیسری دنیا کے ممالک خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ ان کو پوری طرح اپنے استبداد کے نیچے دکھا جائے۔ اس بات کو خمینی نے الٹایا ہے اور یہ ان کی تکلیف کا اصل راز ہے ورنہ جہاں تک خمینی صاحب کے بھیانک اسلامی تصور کا تعلق ہے اس کا تمام تر نقصان اسلام کو پہنچا ہے۔ میں ان کے سامنے یہ بات بار بار ہر پریس کانفرنس میں کھولتا رہا ہوں کہ جتنا خمینی نے آپ کو فائدہ پہنچایا ہے، بڑے ہی آپ ناشکرے ہیں۔ جو اس بیچارے کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اس نے جنگ لڑی اور اتنے لمبا عرصہ تک لڑی جس کے نتیجے میں تمام عرب دنیا کی اور ایران کی تیل کی دولت یعنی مسلمان دنیا کی تیل کی طاقت، اس کا اکثر حصہ کہنا چاہیئے، وہ بے ہودہ اور ذلیل ہتھیاروں کے بدلے ان کو ملتی رہی۔ اسلامی دنیا کی تیل کی دولت مغربی دنیا کو بعض بوسیدہ اور گھٹیا ہتھیاروں کے بدلے عملاً مفت ملتی رہی ہے۔ میں جب یہ کہتا ہوں تو علم کی بناء پہ کہہ رہا ہوں۔ بہت سے ایسے ہتھیار ہیں جو ہر روز فنی ترقی کی وجہ سے پرانے ہوتے جا رہے ہیں۔ پرانے زمانوں میں پچاس پچاس سال کے بعد ایسے دور آتے تھے کہ بعض ہتھیاروں کی کھیپ پرانی ہو کر رد کر دی جایا کرتی تھی۔ اب تو بعض دفعہ ایک سال میں دو دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں تو وہ سارے ہتھیار جو MODERN WAR FAIR کے لئے، جدید حربی فن کے لئے مدمقابل کے خلاف مؤثر طور پر استعمال نہ ہو سکتے ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً روس نئی ایجادات کر چکا ہے اس کے لئے یہ پرانی رائفلیں کہاں کام آسکتی ہیں یا پرانے زمانے کے ٹینک کہاں کام آسکتے ہیں، پرانے زمانے کے جہاز کیسے کام آسکتے ہیں - یہ ساری چیزیں عموماً یہ یا غرق کر دیا کرتے تھے سمندروں میں اور یا جہاں امکان موجود ہو کہ توڑ پھوڑ کر ان کو دوبارہ استعمال کیا جائے - اس میں کافی خرچ کر کے ان کو دوبارہ استعمال کرنا پڑتا تھا تو یہ سارا لچر ہتھیاروں کا یہ گند ان ممالک کو تیل کے بدلے بیچتے رہے - ان کا خمینی اتنا بڑا محسن ثابت ہوا کہ امریکہ کا جو DEFICIT (خسارہ)، آپ جانتے ہوں گے آج کل خبریں آتی رہتی ہیں، سالانہ DEFICIT ، جسکے اوپر کہتے ہیں کہ بہت ہی بڑے خسارے کے اعداد و شمار ہیں وہ ۱۷۳ ارب بلین ڈالر بنتا ہے اور یہ MIND BOGGLING یعنی دماغ کو ماؤف کرنے والی رقم ہے - انسان اس کا تصور نہیں کر سکتا - بلین کتنی بڑی رقم ہوتی ہے - اس کو آپ ڈالروں میں تبدیل کریں - ڈالروں کے پاکستانی روپے بنائیں تو کئی سڑکیں یہاں سے چاند تک اور واپسی کی بن سکتی ہیں ان روپوں سے - صرف ایران نے اس جنگ میں جو روپیہ خرچ کیا ہے اور زیادہ تر مغرب سے ہتھیار خریدنے پر خرچ کیا ہے - اس کی مقدار ۴۰۰ بلین ہے یعنی امریکہ کے سالہا سال کے جمع شدہ خسارے کے مقابل پر دگنے سے بھی زیادہ، اڑھائی گنا کے قریب - یہ پیسے کہاں گئے، کن لوگوں کے پاس گئے - انہی ترقی یافتہ قوموں کے پاس جنہوں نے ہتھیار دیئے اور ان ہتھیاروں سے کون مارا گیا - عیسائی مارے گئے یا یہودی مارے گئے یا دھریہ مارے گئے - سوائے مسلمانوں کے اور کوئی نہیں مارا گیا - یا سنی مسلمان مارا گیا ہے یا شیعہ مسلمان مارا گیا ہے اور اس کے مقابل پر سعودی عرب اور عراق اور دیگر ہمدرد عرب ممالک کی جو دولت اس جنگ کو سہارا دینے میں خرچ ہوئی ہے وہ سب اس کے علاوہ ہے - میں نہیں اندازہ لگا سکتا، اس کے اعداد و شمار نہیں ہیں لیکن بے انتہا روپیہ ہے اور تقریباً تمام تر تیل کی دولت ہے۔ جو مغربی دنیا میں کوڑیوں کے بھاؤ چلی گئی - اب پھر یہ دشمن کس بات کے ہیں - مارے گئے تو مسلمان مارے گئے - اختلافات ہوئے تو اسلامی دنیا میں ہوئے - جو کچھ مظالم ہوئے وہ مسلمان نے مسلمان پر توڑے - ساری دنیا میں اسلام کی بدنامی کے سامان پیدا کر کے آپ کے حضور پیش کئے اور ابھی آپ کا انتقام ختم نہیں ہو رہا - اس لئے یہ انتقام دراصل اُس انا کے کچلنے کے نتیجے میں ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے - اور اس چیز کو یہ معاف نہیں کر سکتے - اس لئے خمینی نے جو کچھ بھی کیا ہے اس سے مجھے اختلاف ہے کیونکہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، اپنی قوم پر ظلم کیا ہے، عالم اسلام پر ظلم کیا ہے لیکن یہ بات ضرور کہنی پڑتی ہے کہ اس نے جو کچھ بھی سمجھا، جس کو باطل سمجھا اس کے سامنے سر نہیں جھکایا اور یہ وہ تکلیف ہے جو اس شدت کیساتھ شاید صدیوں میں ان کو کبھی محسوس نہ ہوئی ہو جیسی اب محسوس ہوئی ہے - اس لئے ان کو یہ معاف کرنے کے لئے تیار نہیں - چنانچہ جب خمینی صاحب نے اس خبیثانہ کتاب کے اوپر سلمان رشدی کے قتل کا حکم جاری کیا تو ان کا ردعمل غیر متوازن اور نہایت ہی شدید تھا - ایک تو اسلام کو دوبارہ بدنام کرنے کا موقعہ ان کو ہاتھ آگیا۔ بلکہ اس سے قطع نظر انہوں نے ساری دنیا میں شور مچایا کہ انسان کی تقریر کی آزادی کا حق تہذیب نو کی اتنی بڑی عظمت ہے کہ ہم اس پر حملہ برداشت نہیں کر سکتے - کوئی ہوتا ہے زبان کے چرکوں کے نتیجے میں جسم کے چرکے لگانے والا اور پھر اعلان کر رہا ہے ہمارے ملک کے ایک باشندے کے خلاف - اب سلمان رشدی کے حق میں اتنا شدید ردعمل کہ اچانک سارا یورپ متحد ہو جائے اور امریکہ کی پوری طاقت بھی اس کی پشت پناہی کرنے لگے اور اپنے سیاسی سفارتکار ان ملکوں سے اچانک بلالیں اور ان کے سفارتکار بھجوا دیں - سوچنے والی بات ہے - کونسی اس بات میں معقولیت ہے جبکہ خود ان کے اپنے ملک میں احمدیوں کے خلاف قتل کے اعلانات کئے گئے - اخباروں میں چھپے اور میرے سر کی ۴۰ ہزار پاؤنڈ قیمت ڈالی گئی اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی - ابھی حال ہی میں ایک SO CALLED عالم صاحب یعنی جو دنیا میں عالم کہلاتے ہیں - وہ تشریف لائے - اور انہوں نے بیان دیا کہ ہر احمدی واجب القتل ہے - اس لئے ان کا صرف یہی علاج ہے کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے - اخبار میں وہ خبر شائع ہوئی - کسی احمدی نے ہوم آفس کو بھجوائی - ان کی طرف سے جواب آیا کہ ابھی تک ہم اس بارہ میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا کوئی جرم انہوں نے کیا ہے یا نہیں کیا - جس قوم کے ان اعلانات پر یہ ردعمل ہوں جو ان کے ملک میں ایک آدمی کے خلاف نہیں بلکہ ایک پوری جماعت کے خلاف دیئے جا رہے ہیں جو معصوم ہے - جس نے کوئی بدی نہیں کی کوئی قانون نہیں توڑا - کسی کا دل نہیں دکھایا - ان کا ردعمل خمینی کے متعلق اتنا شدید کہ اس نے قتل کا فتویٰ دے دیا ہے - صاف بتا رہا ہے کہ سیاست کھیلی جا رہی ہے - اس میں اخلاقیات والا حصہ اور ضمیر کی آزادی والا حصہ محض ایک دکھاوا ہے - کچھ انتقامات ہیں - کچھ پرانے جذبے اسلام کے خلاف ہیں - کچھ نفرتیں ہیں جو نئی شکل میں سر اٹھاتی رہتی ہیں اور اب اس شکل میں پرانی دیرینہ نفرت نے سر اٹھا لیا ہے اور خمینی صاحب اس کو انگیخت کرنے میں ایک ذریعہ بن گئے -

قرآن کریم دفاع کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ ہر مسلمان پر واجب قرار دیتا ہے اور ہر سرحد پر گھوڑے باندھنے کی تلقین کرتا ہے خواہ وہ نظریاتی سرحد ہو خواہ وہ جغرافیائی سرحد ہو - لیکن اسلام بعض قسم کی جوابی کارروائیوں کی اجازت نہیں دیتا اور بعض قسم کے حملوں کی اجازت نہیں دیتا - ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کے بزرگوں کے اوپر حملہ کیا جائے - کسی کا دل دکھایا جائے چنانچہ وہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ اصل اسلامی تعلیم ہے - فرمایا یعنی آزادی تقریر اپنی جگہ ہے - (دین میں جبر نہ ہونے - ناقل) کا حکم اپنی جگہ ہے لیکن اسلام مسلمان کی زبان پر پابندی لگا رہا ہے اور غیروں پر حملے کرنے کے لحاظ سے پابندی لگا رہا ہے - اس مذہب کو یہ ایک آمرانہ اور بہیمانہ مذہب کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں - کوئی شرم، کوئی اخلاقی اقدار کا ان کو خیال تک نہیں ہے - ان کے مستشرق جو واقعۃً اسلام کے نقلی علوم پر دسترس رکھتے ہیں ان کے سامنے یہ ساری باتیں موجود ہیں - قرآن جانتے ہیں - قرآن کے تراجم ان لوگوں نے کیئے ہوئے ہیں لیکن اس آیت کو یہ کبھی اسلام کے دفاع میں پیش نہیں کریں گے - سوال یہ ہے کہ آزادی ضمیر کا حق سب سے زیادہ اسلام نے قائم کیا ہے اور آزادی تقریر کا حق بھی اسلام بڑی شان کے ساتھ مسلمانوں کو اور ساری دنیا کو دیتا ہے لیکن بعض جگہ شرافت کی حدود شروع ہو جاتی ہیں - ان حدود میں آزادی کے نام پر داخل ہونے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور تعلیم ایسے خوبصورت رنگ میں پیش کرتا ہے کہ غیروں کو نہیں روکتا کہ تم حملے نہ کرو بلکہ مسلمانوں کو روکتا ہے کہ تم غیروں کے مقدس لوگوں پر حملے نہ کرو - اس تعلیم کو اگر مسلمان ممالک نے اپنایا ہوتا تو کبھی یہاں تک نوبت نہ پہنچ سکتی - اگر پہنچتی بھی تو دنیا کے منہ پر وہ یہ باتیں مار سکتے تھے کہ ہم تو تمہارے مقدس بزرگوں کی عزت کی حفاظت کرتے ہیں ان کی بھی حفاظت کرتے ہیں جن کو ہم سچا سمجھتے ہیں، وہ تو ہم نے کرنی ہی تھی - لیکن ان کی بھی کرتے ہیں جن کو ہم سچا نہیں سمجھتے اور غیر مذاہب کے سینکڑوں ایسے بزرگ ہیں جن کی احمدیت کی نظر میں تو اس وجہ سے عزت ہے کہ ہم عمومی (دینی - ناقل) تعلیم کی رُو سے ان کو سچا سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اکثر فرقے ان کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور بعض دفعہ ان کے لئے عزت کا لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتے - اس قرآنی تعلیم کی رُو سے جن کو وہ جھوٹا سمجھتے تھے، اُن کی عزتوں کی حفاظت کرتے کیونکہ قرآن کریم نے تو یہاں تک فرمایا کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہ دو - اس سے زیادہ بدتر اور کیا تصور ہو سکتا ہے - مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنا تو اس کے نیچے ہے، جھوٹے خداؤں کو بھی گالیاں نہیں دینی - فرمایا اگر ایسا کرو گے تو پھر اگر انہوں نے تمہارے خلاف گالیاں دیں تو پھر تمہیں اعتراض کا کوئی حق نہیں ہوگا - پھر اگر انہوں نے تمہارے خدا کو، تمہارے بزرگوں کو گالیاں دیں تو تم نے خود ان کو دعوت دی ہوگی کہ آؤ اور ایسا کرو - تو کتنی حسین تعلیم ہے اسلام کی جو ضمیر کو آزاد بھی کرتی ہے لیکن بھٹکنے سے بھی روکتی ہے

مغرب کا آزادئ تحریر کا بگڑا ہوا تصور

اب مغرب نے اپنے دفاع کا جو طریق اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم آزادئ ضمیر اور آزادی تقریر پر کسی قیمت میں حملہ نہیں ہونے دیں گے اور کہتے ہیں کہ سلمان رشدی نے جو کچھ لکھا ہے - ہم اس میں اس لئے دخل نہیں دے سکتے کہ ہمارے ملک میں آزادئ تقریر ہے - تمہارے ممالک میں بدتہذیبیاں ہیں، جہالتیں ہیں، تعصبات ہیں - تمہارا مذہب ایسا ہے کہ جو دوسرے کی زبان بندی کرتا ہے - اس لئے تم لوگ یہ سمجھ نہیں سکتے کہ انسانی ضمیر کی آزادی کہتے کسے ہیں - ہمیں دیکھو، ہم ان قدروں کے علمبردار بنے ہوئے ہیں - جن قدروں کا حقیقی اور سچا علمبردار اسلام تھا، ان قدروں کی غلط صورتوں کے یہ علمبردار بنے اور اپنے آپ کو دنیا کی عظیم ترین تہذیب کا محافظ اور پیغامبر بنائے ہوئے ہیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جس چیز کی یہ حفاظت کر رہے ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہے جو اسلام نے تعلیم دی تھی - اب تجزیہ کر کے دیکھیں کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اے مسلمانو! تم دوسروں کے بزرگوں کو خواہ وہ سو فیصدی جھوٹے ہوں برا بھلا نہ کہو - اور اس میں ہم تمہیں آزادی نہیں دیتے - یہ کہتے ہیں کہ ہمارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاں آزادی کا تصور یہ ہے کہ دوسروں کے بزرگوں کو خواہ وہ کروڑ ہا کروڑ انسانوں کے نزدیک صاحب عظمت ہوں، بُرا بھلا کہو اور نہایت غلیظ زبان میں بُرا بھلا کہو اور یہ ہے آزادئ ضمیر کا تصور اور یہ ہے انسانی آزادی کا تصور - کیا دوسری طرف ضمیر کوئی نہیں ہے؟ کیا زبان کو آزادی ہے اور کانوں کی کوئی آزادی نہیں ہے - کیا زبان کا حق ہے اور کان کا نہیں - کیا یہ حقوق ایک سمت سے دوسری سمت میں روانہ ہوتے ہیں اور دوسری سمت کا کوئی بھی خیال تمہیں نہیں ہے؟

یہ عدم توازن ہے جس کو مسلمانوں کو کھول کر ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور پھر یہاں بھی ایک دو غلا پن ہے - ایک تضاد ہے ان کے اپنے عمل میں - BLASPHAMY کا ایک قانون ہے جو اس ملک میں رائج ہے لیکن وہ صرف عیسائیت کے لئے ہے - اب دیکھیں یہاں بھی اسلام اور عیسائیت کا کتنا نمایاں فرق ظاہر ہو کر سامنے آتا ہے - ان کا جو قانون ہے وہ یہ ہے اور اس کو JUDGE MADE LAW کہتے ہیں یعنی پارلیمنٹ نے تو یہ قانون نہیں بنایا مگر روایتاً چلا آرہا ہے جس کو عدالتوں نے تقویت دی اور اس کی توثیق کی - وہ قانون یہ ہے کہ عیسائیت کے خلاف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف کوئی ایسی زبان برداشت نہیں کی جائے گی جو تضحیک کا رنگ رکھتی ہو - تذلیل کا رنگ رکھتی ہو - اس میں فاسقانہ لفظ استعمال کئے گئے ہوں تو وہاں آزادئ ضمیر کہاں گئی اور وہاں آزادئ تقریر کہاں چلی گئی - اپنے ملک میں قانون رائج ہے، موجود ہے اُسے ایک طرف چھپاتے ہوئے ہیں - اسلام یہ قانون دے رہا ہے کہ تم نے دوسرے مذہبوں کی عزت کرنی ہے اور خبردار جو اس قانون کو پامال کیا اور اس مذہب کو کہتے ہیں بہت ہی تنگ نظر اور جاہلانہ اور فرسودہ مذہب ہے اور ان کے ہاں صرف اپنے بزرگوں کی حفاظت کا قانون ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ دوسرے بزرگوں کی عزت کرو تو کہتے ہیں یہ آزادئ ضمیر، آزادئ تقریر کے مخالف بات ہے -

برطانوی پارلیمنٹ میں آزادئ تقریر پر پابندی

مجھ سے جب پریس انٹرویوز ہوئے، کچھ یہاں - یہاں تو بعض معززین کی دعوت میں سوال ہوا تھا - ھالینڈ میں کئی پریس انٹرویوز ہوئے، ان کے سامنے میں نے یہ مسئلہ رکھا - میں نے کہا آزادئ تقریر اپنی جگہ درست ہے لیکن یورپ کے سیاستدان کا عمل بتا رہا ہے کہ یہ بے محابا نہیں ہے اور بے حد نہیں ہے - جب آزادئ ضمیر بعض حصوں میں، بعض سرحدوں سے گذرنے کی کوشش کرتی ہے تو آپ اس پر قدغن لگاتے ہیں اس کی راہ روک کے کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ میں نے کہا جس انگلستان میں آج کل شدّت کے ساتھ سلمان رشدی کی کتاب کی تائید میں باتیں ہو رہی ہیں اور آزادئ تقریر کے نام پر ہو رہی ہیں، وہاں کی پارلیمنٹ میں اگر مسز تھیچر یا اور پارلیمنٹ کے ممبروں کے خلاف ویسی ہی خبیثانہ زبان استعمال کی جائے جیسی اس کتاب کے مصنف نے دنیا کے مقدس ترین بزرگوں کے متعلق استعمال کی ہے تو کیا آزادئ تقریر کے نام پر آپ یہ زبان برداشت کریں گے - کیا انگلستان کی پارلیمنٹ اس کی اجازت دے گی - ایسے شخص کو مجبور کیا جائیگا کہ وہ اپنے گندے الفاظ خود کھا جائے ورنہ اُسے اُٹھا کے ایوان سے باہر پھینک دیا جائے گا - تو وہاں آزادئ تقریر کا حق کیوں یاد نہیں آتا - اس لئے کہ آپ کی عقل آپ کو بتاتی ہے کہ آزادئ تقریر کا حق غیر محدود نہیں ہو سکتا - بعض دائروں میں اسے محدود کرنا ہو گا اور اسمبلی کا دائرہ ان دائروں میں سے ایک ہے - مذہب کا دائرہ اس سے زیادہ حقدار ہے کہ وہاں اس حق کو اس حد تک محدود کیا جائے کہ کسی پر ظالمانہ چرکے نہ لگائے جائیں - پس یہ جھوٹ ہے کہ آزادئ ضمیر کی اور آزادئ تقریر کی حفاظت کی جا رہی ہے - بیچ میں سے یہ لوگ بہت خوش ہیں کہ ہمیں عالم اسلام سے بدلہ لینے کا خوب موقعہ ملا ہے اور ان کو دکھ پہنچنے کا اور تہذیب کے نام پر کسی کو دُکھ نہیں دینا - یہ کوئی ایسا موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جس سے عالم اسلام کو دُکھ پہنچے -

ایک پہلو تو اس کا یہ ہے جو آپ کے پیش نظر رہنا چاہیئے - دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ ہیں جو اس صورت حال کو سمجھ ہی نہیں سکتے - مسلمانوں کو یہ چاہیئے تھا کہ ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایسے کثرت کے ساتھ مضامین لکھتے اور صورت حال کو واضح کرتے اور یہ جو درمیانی طبقہ ہے، لاعلم طبقہ، یہ اس جھوٹے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں کلیتہً آچکا ہے - یہ اس لئے ان باتوں کو نہیں سمجھتے کہ ایک تو جیسا کہ میں نے بیان کیا - آزادئ تقریر کا تصور غلط رنگ میں ان کے سامنے رکھا گیا ہے - دوسرے دو کمزوریاں اس وقت مغربی قوموں میں جاگزیں ہو چکی ہیں - گہرے طور پر ان میں جڑیں پکڑ چکی ہیں - ایک بے حیائی اور دوسرے مذہب سے دوری - چنانچہ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی بعض دفعہ ایسی ایسی لغو باتیں چھپ جاتی ہیں کہ کوئی غیرت مند عیسائی در اصل اس کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن غیرت اگر کم ہو جائے تو کیا کیا جائے - مسلمان تکلیف اٹھاتے ہیں - احمدی ...... تکلیف اٹھاتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی ملکوں میں بھی گالیاں دی جاتی ہیں تو ان کا تصور بگڑا ہوا ہے اور پھر جنسیات نے اتنا قبضہ کر لیا ہے ان کے دماغ پر کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ناول میں جنسی چٹکلے چھوڑنا تو ضروری ہو گیا ہے - اس کے بغیر تو ناول مزیدار ہو ہی نہیں سکتا - تو جہاں تقدس کا تصور مٹ چکا ہو - جہاں جنسیات قوم کے مزاج پر غالب آچکی ہو وہاں ایسی کتاب جس میں مقدس ہستیوں پر حملہ کیا گیا ہے اور جنسی پہلو سے حملہ کیا گیا ہے وہ ان کے نزدیک ایک دلچسپ ناول ہے اس سے زیادہ کچھ بھی حیثیت نہیں - ان کو بتانا چاہیئے کہ مسلمانوں کی طرز فکر تم سے مختلف ہے - ہمارے جذبات اور ہیں - ہماری قدریں اور ہیں - ہمیں سمجھنا ہو تو اپنی عیسائیت کی پچھلی صدیوں میں جا کر دیکھو - تم انہیں جہالت کی صدیاں کہہ کے رد کر رہے ہو - ہم سمجھتے ہیں اس وقت کوئی عزت اور روشنی تم میں موجود تھی جو اب مٹ گئی ہے - ایک پہلو سے تم روشنی میں داخل ہوئے ہو، دوسرے پہلو سے تاریکیوں میں قدم بڑھا رہے ہو پس مذہبی پہلو سے اور تقدس کے تصور کے لحاظ سے تم روشنیوں سے اندھیرے میں سفر کر رہے ہو - اس زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس کا ہزارواں حصہ بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا جتنا اب کھلم کھلا ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبارات میں کہا جاتا ہے - تو یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے خود اپنے بزرگ بلکہ جس کو خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں، اس پر حملے کی کھلی اجازت دی ہوئی ہے - تو مسلمان اعتراض کرنے والے کون ہوتے ہیں کہ جن کو ہم نبی بھی نہیں سمجھتے ان کے اوپر ہم حملہ کریں - یہ جو تضادات ہیں یہ سمجھانے والے ہیں اور بتانے والے ہیں اور خوب بات کھولنی چاہیئے کہ یہ وجوہات ہیں - جس طرح ان کے پارلیمنٹ کا حوالہ ہے بعض تہذیبی اقدار کا حوالہ ہے یہ بتانا چاہیئے کہ قوموں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے لئے بعض تہذیبی تقاضے تمہیں پورے کرنے ہوں گے - عالم اسلام ایک بڑی طاقت ہے اور آج جبکہ دنیا بدامنی کا گہوارہ بنی ہوئی ہے یہاں امن پیدا کرنے کے لئے تمہیں عقل اور سلیقہ اختیار کرنا چاہیئے اور ایسی طرز اختیار کرنا چاہیئے کہ بے وجہ کسی قوم کا دل نہ دکھے - اس تمام تحریک میں سمجھانے کا یہ عنصر غائب رہا ہے - چنانچہ جب ہالینڈ میں مجھ سے پریس انٹرویو لیا گیا اور وہاں اور یہاں میں ایک یہ فرق میں نے دیکھا کہ یہاں آجکل اسلام کے حق میں معقول باتیں اور سمجھانے کی باتیں کی جائیں تو ان کو پریس والے شائع ہی نہیں کرتے اور ہالینڈ اس لحاظ سے بالکل آزاد تھا - انہوں نے نہایت عمدگی اور دیانتداری سے اس انٹرویو کو ریڈیو میں بھی مشتہر کیا اور اخبارات میں بھی شائع کیا اور انہوں نے بتایا کہ کیا ہمیں اعتراض ہے؟ کیوں اعتراض ہے، کیا کرنا چاہیئے؟

میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ زبان کی آزادی کے علمبردار ہو تو کیا تمہاری آزادئ زبان ایک بیہودہ بات کو رد کرنے کے لئے استعمال نہیں ہو سکتی تھی - اس پر کیا قدغن لگی تھی - کیوں تمہارے سیاسی راہنماؤں نے، کیوں تمہارے دانشوروں نے اس ظالم انسان کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا اور اُسے رد نہیں کیا اور کیوں اپنے عوام الناس کے سامنے تم نے یہ بات نہیں اٹھائی کہ مسلمانوں کے دل اس معاملے میں بڑے حساس ہیں اور یہ شرافت کی اقدار کے خلاف بات ہے کہ کسی بزرگ کے متعلق ایسے لغو حملے کرنا جس کے اوپر قوم کے لکھو کھہا انسان جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اور کروڑہا ہیں جو جانیں قربان کرنے کا دعویٰ تو ضرور کرتے ہیں لیکن لازماً لکھو کھہا ایسے ہیں جو عملاً ہنستے ہوئے اپنی جان فدا کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں - تو یہ آگ سے کھیلنے والی بات ہے اس کو سمجھو - تمہارے مسلمانوں سے عالمی تعلقات ہیں، ان کو نقصان نہ پہنچاؤ - اگر شرافت کی خاطر نہیں تو اپنے مفاد کی خاطر اور عقلی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تم اپنے طرز عمل کو تبدیل کرو - اس قسم کی نصیحت کی باتیں، کچھ رشدی کے خلاف باتیں کی ہوتیں اور عالم اسلام کو آپ یہ کہتے کہ ہمارے قانون سردست ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم اس کتاب کو BAN نہ کریں تو عالم اسلام کا رد عمل نسبتاً زیادہ سلجھا ہوا ہوتا اور رشدی کی کتاب کے خلاف ساری دنیا سے باتیں سن کر کچھ تو ان کے دل ٹھنڈے ہوتے لیکن یہاں آزادی زبان استعمال نہیں کی اور غلاظت کو تقویت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دینے میں آزادیٔ تقریر کی باتیں ہو رہی ہیں تو جس طرف بھی دیکھیں ایک غلط ردِ عمل ہے جس نے صورتِ حال کو انتہائی بھیانک بنا دیا ہے۔ ....

غلط ردِ عمل کے نقصانات

(مسلمانوں نے جو ردِ عمل دکھایا ہے اس کے نتیجہ میں یہ سمجھا گیا کہ اسلام غیر کو قتل کرنے کی تعلیم دیتا ہے، غلط افسانے اپنے ذہنوں میں بٹھا بیٹھے۔ یہاں انگلستان میں عوام الناس سے آپ بات کر کے دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے۔ ان کا اب یہ تصور ہے کہ مسلمان یہاں اب ہر غیر کی گردن کاٹنے کیلئے تیار بیٹھا ہوا ہے اور ہماری سوسائٹی میں بدامنی پھیل جائے گی اور عذاب نازل ہو جائیگا اور ہم برداشت نہیں کر سکیں گے حالانکہ مسلمان کی کل ایک ملین کی تعداد ہے اور ان کا جوش جتنی تیزی سے اٹھتا ہے بدقسمتی سے اتنی تیزی سے بیٹھ بھی جاتا ہے۔ صرف دائم رہنے والی نفرتیں پیچھے چھوڑ رہے ہیں اور اسلام کے حق میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن اس سے بہت زیادہ نقصان یہ پہنچا ہے کہ وہ کتاب جو اپنی ذات میں شدید پروپیگنڈے کے باوجود بھی مقبول نہیں ہو رہی تھی اور بعض ممالک اس کو رد کر چکے تھے۔ ہندوستان اسکو بغیر کسی احتجاج کے رد کر چکا تھا۔ جاپان اس کو بغیر کسی احتجاج کے رد کر چکا تھا۔ انہوں نے کہا ہم ہرگز اس کا ترجمہ اپنے ملک میں شائع نہیں ہونے دیں گے اور اس کتاب کے خلاف قطعی طور پر ایسے محرکات تھے جن کے نتیجے میں بعض حکومتیں اس کو اپنے ملک میں شائع کرنے سے خوف کھا رہی تھیں۔ چند لوگ پڑھتے اور کچھ دیر کے بعد یہ کتاب نظر سے غائب ہو جاتی گر جاتی، نہایت ذلیل قسم کی کتاب ہے، شریف لوگوں کو اس میں کوئی زیادہ دلچسپی نہیں تھی لیکن اب اتنی دلچسپی پیدا ہو گئی ہے کہ کروڑہا مغربی دنیا کا انسان اس کتاب کو لینے کے لئے ترس رہا ہے۔ پورا زور لگا رہے ہیں کسی طرح یہ مہیا ہو جائے۔ جب مسز تھیچر نے سپائی کیچر SPY CATCHER کے خلاف مہم چلائی تھی تو ان کے ناقدین نے یہی بات کہی تھی کہ تم تو اس کتاب کو انگریز کی نظر سے اوجھل رکھنا چاہتی تھی۔ یہ تمہاری مہم ہی ہے جس نے اس کو اتنی تقویت بخشی ہے لیکن وہ مہم تو پھر ایک معقول دائرے سے تعلق رکھتی تھی جب آپ بے سروپا مہم کریں تو زیادہ تر آپ کو نقصان پہنچاتی ہے اور دشمن کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ پس ایک نہایت غلیظ کتاب یہاں تک شہرت پا گئی کہ امریکہ میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اب اسکے نہایت گندے اقتباسات جو دراصل مسلمان کی دل آزاری کا موجب تھے، پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں۔ یعنی کتاب خریدنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ وہ غلاظت اور وہ خباثت کروڑہا انسانوں تک گھر بیٹھے پہنچ رہی ہے تو انسان کو جوابی کارروائی تو حکمت سے کرنی چاہیئے ...... آپ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کے خلاف دیر تک اب یہ لوگ اس ناکام کوشش کے نتیجے میں جو انہوں نے کی ہے سازشیں کرتے رہیں گے۔ نئی قسم کی مصیبتیں کھڑی کرتے رہیں گے اور جو کچھ بھی سوسائٹی میں مسلمان نے ایک مقام حاصل کیا تھا، اس مقام سے گر کر اب کہیں پہنچ گیا ہے اور بے مقصد۔ اگر کسی تحریک کے نتیجے میں مقام چھوڑ کر قعرِ مذلت میں بھی جانا پڑتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عزت کو بحال کیا جاتا اور آپ کی حفاظت کی جاتی تو میں اس کے حق میں تھا اور میں آج بھی اس کے حق میں ہوں۔ ہمیشہ اس کے حق میں رہوں گا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کی حفاظت کی بجائے آپ کو دنیا میں اور زیادہ اور وسیع طریق پر گندی صورت میں پیش کرنے کے لئے ایک ذریعہ آپ بن جائیں اور خود قومی خودکشی بھی کریں۔ یہ تو اسلام کے نتیجے میں ہوا۔ یہ کس حکمت اور عقل کے مطابق ہو رہا ہے اور ادھر حالت یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے شرارت کر کے خاص طور پر ایران پر حملہ کیا تھا اور توقع بھی رکھتے تھے، جس نے بھی یہ شرارت کی ہے، کہ ایران اس پر جوابی کارروائی کرے گا۔ اب جو عرب کا دل ہے یعنی مکہ اور مدینہ اور حجاز کی سرزمین، وہاں سے کوئی جوابی کارروائی کا اعلان نہیں ہو رہا۔ ایران بول رہا ہے۔ اس لئے مصر سے فتویٰ ہو گیا ہے کہ نہیں BLAS PHAMY کے اوپر کسی کو قتل کرنے کا فتویٰ دینے کی اجازت نہیں۔ کیسے تضادات پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک طرف یہ قانون کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عزت پر کوئی اشارۃً بھی ایسی بات کہے جو گستاخی سمجھی جائے، اس کا قتل فرض ہے اور کہاں خمینی کی دشمنی میں اب یہ فتویٰ کہ اتنی غلیظ کتاب جو سراسر خباثتوں پر مشتمل ہے، اس کے مصنف کے اوپر بھی اسلامی تعلیم کی رُو سے موت کا فتویٰ جاری نہیں کیا جا سکتا تو نہ اس غیر دنیا میں مذہب رہا، نہ اپنی دنیا میں مذہب رہا۔ وہاں بھی ایک جھوٹی سیاست اور ملمع کاری ہے۔ یہاں بھی ایک جھوٹی سیاست اور ملمع کاری ہے

وہ دیکھئے! پاکستان کے ایک مشہور عالم کہلانے والے مولوی محمد طفیل صاحب! جنہوں نے افغان صورتِ حال سے خوب فائدہ اٹھایا۔ ضیاء کے زمانے میں۔ ادھر اس سلمان رشدی نے معافی کا اعلان کیا کہ مجھے معاف کر دیا جائے اور ادھر انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ یعنی ایک احمدی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عشق میں (اللہ کی وحدانیت ورسالت۔ ناقل) کا نعرہ بلند کرتا ہے تو اس کو تم واجب القتل قرار دیتے ہو اور کسی قیمت پر معاف کرنے کے لئے تیار نہیں اور بے حیائی کی حد یہ ہے کہ ایک نہایت ہی خبیث مصنف، جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور دیگر بزرگ انبیاء اور صحابہ کے اوپر نہایت گندے اور ناپاک حملے کئے ہیں جس سے ایک غیرتمند مسلمان کا خون کھولنے لگتا ہے۔ اس کو تم اس لئے معاف کر دیتے ہو کہ کہتا ہے میں معافی مانگتا ہوں۔ اور ساتھ یہ بھی اعلان کرتا ہے۔ انہی ریڈیو، ٹیلی ویژن کے اوپر کہ کاش میں نے اس سے زیادہ گندی کتاب، اس سے زیادہ سخت کتاب لکھی ہوتی اور ایک لفظ بھی اپنی کتاب کے مضمون کے خلاف نہیں لکھتا اور آپ کہتے ہیں۔ جی اس نے کہہ دیا ہے، یہ صاحب دل دکھانے پر جو معافی مانگ رہے ہیں، اس لئے ہم معاف کر دیتے ہیں۔ کمال ہے معافی کا تصور بھی اور انتقام کا تصور بھی۔ جو عشاق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم، وہ تو گردن زدنی ہیں تمہارے نزدیک اور جو خبیث، گندے اور ناپاک حملے کرنے والے ہیں اور حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں، ان کے منہ کی جھوٹی معافی پر تم ان کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو گویا تم خدا بنے بیٹھے ہو۔ تمہارے ہاتھ میں اس کی معافی اور اس کی سزا کا معاملہ ہے۔ ہرگز تمہارے ہاتھ میں نہیں

ہم ایسے خبیث کو کبھی معاف نہیں کر سکتے

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جو غیرت ہمارے خدا کے دل میں ہے۔ خدا رکھتا ہے محمد مصطفےٰ کی غیرت وہ کبھی ایسے خبیث کو معاف نہیں کرے گا جس نے اس بے باکی اور بے حیائی کے ساتھ دنیا کے سب سے مقدس انسان پر سب سے غلیظ حملے کئے ہیں تم ہوتے کون ہو معاف کرنے والے۔ قتل کا حکم نہیں دیتا۔ (دین حق۔ ناقل) یہ ... احمدیت کی تعلیم ہے۔ اس تعلیم کے خلاف تم احمدیت کے خلاف ہمیشہ سازشیں کرتے رہے ہو اور تحریکات چلاتے رہے ہو لیکن آج جب خمینی نے یہ قتل کا فتویٰ دیا تو تم اس قتل کے فتوے کے بھی خلاف ہو گئے۔ یہ تمہارا تقویٰ، یہ تمہارا مذہب، یہ تمہاری سیاست ہے اسکو تم اسلام کہتے ہو۔ وہی (دین حق۔ ناقل) پنپے گا۔ دنیا میں جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا (دینِ حق۔ ناقل) ہے....

اور تمہارے پاس حقیقت میں ان کے جواب کی کوئی کارروائی نہیں رہی، کوئی موقعہ نہیں رہا، کوئی ہتھیار نہیں رہا۔ پس میں احمدیوں کو اب یہ تلقین کرتا ہوں کہ صورتِ حال کے تجزیہ کے نتیجے میں وہ ایسی مؤثر اور دیرپا کارروائی کریں جو آئندہ نسلوں تک پھیل جائے۔ اگلی صدی اور اس سے اگلی صدی اور اس سے اگلی صدی۔ آج ایک صدی کا معاملہ نہیں ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا زمانہ غلام ہے۔ اپنے پہلے زمانے کے بھی وہ بادشاہ تھے۔ اور آئندہ زمانوں کے بھی وہی بادشاہ ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ ہمیشہ کے لئے ایسی کوششوں میں وقف ہو جائے جس کے نتیجے میں دشمن کے ہر ناپاک حملے کو ناکام بنایا جائے۔

نئی نسلوں کو مقامی زبان کا ماہر بنائیں

پس میں جماعت کی ان نسلوں کو خصوصیت سے مخاطب ہوں جو ان ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں جہاں (دین حق۔ ناقل) پر حملے ہوتے ہیں کہ اگرچہ ہم ان حملوں کیلئے دفاع کا مضمون سمجھتے ہیں لیکن یہاں کی زبان کے اطوار ہمیں نہیں آتے۔ وہ لوگ جنہوں نے ہندوستان میں یا پاکستان میں یا دیگر ممالک میں انگریزی تعلیم حاصل کی ہو، شاذ ان میں سے ایسے ہیں جن کا بچپن کا ماحول وہی تھا جو اہل زبان انگریزی والوں کا ماحول ہوا کرتا ہے۔ یا ایسے انگریزی سکولوں میں یا CONVENT سکولوں میں پڑھے کہ جس کے نتیجے میں دین کا بے شک کچھ نہ رہا ہو لیکن انگریزی زبان پر دسترس ہو گئی۔ اور اس محاورے کے واقف ہو گئے جو ان کو پسند آتا ہے۔ اس لئے اپنی نئی نسلوں کو مقامی زبانوں میں ماہر بنائیں۔ اور نئی نوجوان نسلوں میں سے کثرت کے ساتھ اخبار نویس پیدا کریں کیونکہ صرف زبان کا محاورہ کافی نہیں، اخبار نویسی کی زبان کا محاورہ ضروری ہے۔ اور اس نیت سے کریں کہ ساتھ ساتھ یہ اسلام کا گہرا مطالعہ بھی کریں گے تاکہ ان کی زبان دانی اسلام کے حق میں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دفاع میں استعمال ہو۔ اس لئے امریکہ ہو، یا افریقہ ہو، یا چین ہو، یا جاپان ہو، یا یورپ کے متفرق ممالک ہوں، یا ایشیا کے دیگر ممالک، جہاں جہاں بھی احمدی خدا کے فضل کے ساتھ موجود ہیں اور مقامی طور پر ایسی پرورش انہوں نے پائی ہے اور ایسی تعلیم حاصل کی ہے کہ اس ملک کے اہل زبان شمار کئے جا سکتے ہیں۔ ان کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دفاع کے لئے اب وقف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو جانا چاہیئے۔ اور اس نیت سے ادب پر اور کلام پر دسترس حاصل کرنی چاہیئے۔ اور قادر الکلام بننا چاہیئے۔ خود انہی کے ہتھیاروں سے، انہی کے انداز سے ہم ان کے متعلق جوابی کارروائی کریں گے اور (دین حق۔ناقل) کا دفاع کریں گے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تقدس کی حفاظت کریں گے اور یہ جنگ آج کی چند دنوں کی جنگ نہیں ہے۔ یہ لوگ اس حملے کو بھول جائیں گے۔ اور یہ تاریخ کی باتیں بن جائیں گی اور پھر ایک بدبخت اٹھے گا اور پھر حملہ کرے گا اور پھر ایک بدبخت اٹھے گا اور پھر حملہ کرے گا اس لئے احمدیت کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ ہمیش آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہو جائے جس طرح حضرت طلحہؓ نے کیا تھا کہ وہ تیر جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر برسائے جارہے تھے اپنے ہاتھ پر لئے اور ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ بیکار ہو گیا۔ اس طرح اپنا سینہ تان کر سامنے کھڑا ہو جائے تمام تیر جو ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر چلائے جارہے ہیں اپنے سینوں پر لے وہ سارے مضامین جو اس کتاب میں کہانی کے رنگ میں چھیڑے گئے ہیں۔ ان کا محققین اور اہل علم مطالعہ کریں اور ان کے دفاع پر کثرت کے ساتھ مضامین شائع کروائیں اور ایک ایک چیز کو لے کر اب جبکہ یہ دلچسپی قائم ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے (دین حق۔ناقل) کا پوری طرح دفاع کریں اور یہ فوری کارروائی کا حصہ ہے۔ اور اس کے لئے ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے۔

خوش قسمتی سے میری کتاب "مذہب کے نام پر خون" کا ایک انگلستان کی کمپنی انگریزی ترجمہ شائع کر رہی ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے کہ جب اس کا انگریزی ترجمہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کے حوالے سے بہت سی باتیں اس میں کہی گئی ہیں۔ لیکن ISLAMIC TERRORISM پر کچھ نہیں کہا گیا اور ISLAMIC FUINDAMENTALISM پر کچھ نہیں کہا گیا اور مرتد کی سزا قتل کے موضوع کے اوپر جس طرح بھرپور عالمانہ دفاع ہونا چاہیئے تھا اس کی بجائے چند ایک باتوں پر اکتفا کی گئی ہے جبکہ حملے کئی متفرق سمتوں سے ہو رہے ہیں۔ تو ان کا میں ممنون ہوں کہ ان کے اس توجہ دلانے پر میں نے دو نئے باب انگریزی میں اضافہ کئے جو اردو میں نہیں ہیں۔ اور اس میں منصور شاہ صاحب نے میری مدد کی وہ DICTATION بھی لیتے رہے اور مشورے بھی دیتے رہے۔ کافی انہوں نے محنت کی۔ بہر حال یہ کتاب اب چھپنے کے لئے تیار ہے۔ اور اس کمپنی کا مجھے پیغام ملا کہ عجیب اتفاق ہے ادھر یہ مسئلہ اٹھا ہے ادھر یہ کتاب ہماری تیار ہے۔ چنانچہ ہم نے سب دنیا میں یہ اشتہار دے دیا ہے کہ اصل (دین حق کی۔ناقل) تعلیم کیا ہے۔ اس کے متعلق ایک کتاب آنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ عاجزانہ خدمت کی توفیق بخشی۔ اور جو انگریزی ترجمہ ہے اس میں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ سید برکات احمد صاحب نے آخری کینسر کی بیماری میں بڑے اخلاص کے ساتھ یہ ترجمہ کیا تھا۔ ان کے لئے بھی دعا کریں وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ میری زندگی میں یہ چھپ جائے۔ ان کے مشوروں پر بعض حصے جو اردو دان طبقے کے لئے موزوں تھے لیکن مغربی دنیا کے لئے بے تعلق سے تھے، وہ چند تھوڑے سے حصے حذف کر دیئے گئے تھے اور ان کے مشورے پر بعض باتوں کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گویا مترجم نے دخل اندازی کر کے غلط رنگ میں اس تصنیف کو پیش کیا ہے۔ جو کچھ بھی ہے وہ مجھ سے اجازت لے کر اور مجھے مشورہ دے کر بعض تبدیلیاں انہوں نے کروائی ہیں اور اس سے نفس مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ مغربی دنیا کے لحاظ سے اس بات کو تقویت ملتی ہے۔ جو ہم دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس لئے امید ہے یہ اللہ نے چاہا تو (ناقل) نیک نتیجہ پیدا کرے گی۔ لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ اس کتاب کے متعلق چونکہ ایسی غلیظ ہے۔ میں اس کو تفصیل سے یہاں بیان نہیں کر سکتا لیکن میں ایک بورڈ مقرر کروں گا جو تجزیہ کر کے ان تمام جڑوں تک پہنچے جہاں سے یہ غلط الزامات چلتے ہیں اور پھر بعض احمدی محققین کے سپرد یہ کام کیا جائے گا کہ وہ اس کے جواب لکھیں اور مختلف زبانوں میں ترجمے کر کے ساری دنیا میں پیش کئے جائیں۔ آج کل چونکہ شیطانی کتاب میں دلچسپی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس کے بہانے جواب میں بھی دلچسپی پیدا ہو جائے جو ویسے عام حالات میں نہ ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہر میدان جنگ میں جہاں (دین حق۔ناقل) کا دفاع ضروری ہے۔ ہر اس سرحد پر جہاں (دین حق۔ناقل) پر حملے ہو رہے ہیں۔ ہمیشہ احمدی صف اول پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اسلام کے دفاع میں سینہ تانے کھڑے رہیں اور کسی شیطان کو یہ طاقت نہ ہو کہ کسی نام پر بھی وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اس پاک مذہب پر حملے کر سکے

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا کہ:۔

ایک بات جو میں نے جماعت کو سمجھانی تھی اس وقت ذہن سے اتر گئی۔ میں اب اسے دو خطبوں کے درمیان بیان کرتا ہوں۔

کتاب کی مخالفت کرنے والوں کا احمدی شکریہ ادا کریں

ایک تو یہ کہ جن ملکوں نے یا جن کمپنیوں نے اس کتاب کو شائع کرنے کی اجازت نہیں دی یا شائع کرنے لگے تھے اور یہ ارادہ واپس لے لیا، ان کو جماعت کی طرف سے حوصلہ افزائی اور شکریوں کے خط ملنے چاہئیں اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ بہت بڑا احسان ہے یعنی ہمارے دل پر احسان ہے جو اس کتاب سے اس قدر دکھ اٹھاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تائید میں کوئی آواز بھی کسی کی طرف سے بلند ہو، اسکا شکریہ فرض ہے اور سب شکریوں سے بالا یہ شکریہ ہے تو ان لوگوں سے مختلف رنگ میں رابطہ ہونا چاہیئے مگر ایسے حکمت کے ساتھ کہ اس کا کوئی غلط تاثر قائم نہ ہو۔ پس انفرادی طور پر بعض لوگ خود ہی لکھتے ہیں وہ تو الگ بات ہے لیکن جماعتیں جب اس مسئلے پر غور کریں تو حکمت کے ساتھ منصوبہ بنا کر اور مرکز کے مشورے کے ساتھ کارروائی کریں۔

اب تک مثلاً امریکہ میں WALDEN BOOKS کے تین سو سٹورز سے یہ کتاب ہٹالی گئی ہے۔ اگر ہم اس وقت ان کے ساتھ شکریے کا تعلق قائم کریں تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ کے لئے پھر وہ ارادہ ہی بدل دیں لیکن اگر یہ نہ ہوا تو مجھے ڈر ہے کہ دوبارہ پھر یہ داخل کریں گے جب سمجھیں گے کہ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا ہے تو اس وقت ان لوگوں کے ساتھ رابطہ کرنا، ان کا شکریہ ادا کرنا، ان کو سمجھانا کہ تم اس گند میں نہ پڑو، اخلاقی قدروں کی خاطر احتجاجاً اس کتاب سے اپنا تعلق توڑ لو۔ یہ مفید نتیجہ پیدا کر سکتا ہے، ساتھ دعا بھی کرنی چاہیئے۔ فرانس اور جرمنی کے پبلشرز نے، جنہوں نے کتاب کا ترجمہ شائع کرنا تھا، اپنا فیصلہ بدل لیا ہے۔ فرانس کی اور جرمنی کی جماعتوں کا کام ہے کہ وہ مرکز کو بھی مطلع کرے اور خود موثر رابطہ کریں اور کبھی کہیں کہیں سے بیرونی دنیا سے بھی ان کمپنیوں کو اور ان حکومتوں کو شکریے کے خط جانے چاہئیں۔ ہندوستان خاص طور پر شکریے کا محتاج ہے کہ جس نے باوجود اس کے کہ بھاری ہندو اکثریت ہے، اصولاً خود ہی اس کتاب کو رد کر دیا ہے اور باوجود اس کے کہ ہندوستان پر بہت دباؤ ڈالا گیا ہے لیکن اس نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ ساؤتھ افریقہ باوجود اس کے کہ نسلی دشمنیاں ہیں لیکن اس معاملے میں شرافت دکھا گیا ہے باقی مسلمان ممالک میں سے چند نے کیا ہے اور عجیب ہے کہ باقی سب نے اس کو ابھی تک رد نہیں کیا اور کوئی قانونی روک نہیں کھڑی کی۔

جاپان نے چونکہ وہ سمجھدار قوم ہے غالباً تجارتی اغراض کی خاطر مسلمان ممالک کو خوش کرنے کے لئے اس کتاب کے چھپنے کی اجازت نہیں دی لیکن ویسے بھی ہو سکتا ہے کہ تہذیبی لحاظ سے بھی انہوں نے برا سمجھا ہو لیکن کہا بہر حال یہی ہے کہ نہایت بدتہذیب کتاب ہے، اس قسم کی کتاب ہم شائع نہیں کریں گے انگلستان کی WH SMITH نے جس نے کثرت کیساتھ یہاں شروع کی تھی، وقتی طور پر اس کتاب کو واپس لے لیا ہے۔ سب سے زیادہ جو قابل شکریہ ہیں وہ کارڈینل ہیں لیون (LYONS) کے۔ فرنچ کارڈینل۔ جنہوں نے اس کتاب کے خلاف نہایت بھرپور تبصرہ کیا ہے اور اس تبصرے کو پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہایت غلیظ، لغو، لچر، ایسی فحش کتاب ہے کہ دنیا کے کسی شریف آدمی کو اس کو نہیں پڑھنا چاہیئے اور اس کو ساری دنیا کو رد کرنا چاہیئے۔ اور اس نے شکوہ کیا ہے عیسائیوں سے کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ جب حضرت عیسیٰؑ کے خلاف ایک فلم بنائی گئی تھی تو تم جانتے ہو کہ مسلمان تمہارے شانہ بشانہ اس کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اور دیگر بزرگوں پر حملے ہو رہے ہیں اور تم تماشے دیکھ رہے ہو اور مزے اٹھا رہے ہو۔ پس وہ کارڈینل ایسا ہے جسے خاص طور پر جماعت کی طرف سے شکریے اور تہنیت کا پیغام ملنا چاہیئے اور ان سب لوگوں کے لئے سب سے اچھا شکریے کا طریق یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کی جائے۔ یہ شکریہ ان تک نہیں پہنچے گا لیکن خدا تک پہنچے گا اور اللہ ہم سے اس شکریے کے نتیجے میں راضی ہو گا اور ان سے بھی راضی ہو گا۔ پس یہ ایک حصہ ہے اور اس میں مزید معلومات بعد میں حاصل کی جاسکتی ہیں اور اس اصولی راہنمائی کے تابع جماعت کو چاہیئے کہ وہ جائز اسلامی رد عمل دکھائے اور بڑی شان کے ساتھ، بڑی غیرت کے ساتھ دکھائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوا تدبیر ہے اور
دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

• ہمدردانہ مشورہ
• اور قابل اعتماد
اصولی علاج کیلئے

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

پوسٹ بکس ۶۶ فون نمبر ۶۳۴

مکمل فہرست ادویہ مع جنتری مفید طبی معلومات پر مشتمل مفت طلب فرمائیں

• گارنٹی اور پائیداری میں نمبر ون
• لاہور فیصل آباد کے ریٹ سے بھی سستے ......
• نئے فریج، ڈیپ فریزر
• واشنگ مشین
• روم کولر اور سٹیل الماریاں

خریدنے کیلئے تشریف لائیں

نیشنل ٹریڈرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

ہمارا نصب العین آپکی خدمت
کندن کے نفیس، دلکش زیورات کا مرکز

پروپرائیٹرز: چوہدری غلام سرور طاہر اینڈ سنز

نیو فرحت علی جیولرز

سونے اور چاندی کے جدید ترین زیورات بنوانے کیلئے تشریف لائیں
سول کوارٹرز روڈ شیخوپورہ ☎ دکان: ۳۹۰۷ گھر: ۳۹۹۱

حنیف ہومیوپیتھک کلینک

۷۶۔ اے بنک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
اوقات کار: ہر اتوار سے جمعرات
صبح ۱۰ بجے سے ۱۲½ بجے تک
شام ۵½ بجے سے ۸½ بجے شب تک
ہر جمعہ کے دن صرف صبح ۹½ تا ۱۲ بجے دوپہر
ہر ہفتہ کے دن صرف شام ۵½ تا ۸½ بجے شب
المعلن خاکسار
ہومیو ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

نرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد ۔ اٹھراء ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس کا علاج کرنے والے

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰
فون نمبرز: ۰۴۳۱-۷۴۸۴۴ ۔ ۷۶۴۹۷

برانچیں:
• اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ فون: ۹۰۶
• چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
• نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان پوسٹ بکس ۴۹۸ فون ۰۶۱-۳۱۰۲۶
خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے

ہر قسم کا مال خریدنے کیلئے

گلشن بیکری

پر تشریف لائیں۔ نزد ایوان محمود ربوہ

اشتہارات کے بارے میں ایک ضروری گزارش

ادارہ الفضل اپنے قارئین کے لئے مشتہرین کے اشتہارات شائع کرتا ہے۔ لیکن یہ امر احباب کو پوری توجہ سے نوٹ فرما لینا چاہیئے کہ الفضل میں اشتہار کی اشاعت ہرگز کسی کی ضمانت نہیں۔ اصولی طور پر اخبارات میں جو اشتہارات شائع ہوتے ہیں ادارہ ان کا کبھی بھی ذمہ دار نہیں ہوتا۔ جملہ احباب اپنے کاروباری معاملات اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید پر طے فرمایا کریں۔
(مینجر الفضل)

القیصر نفیس زری ٹیلرز

اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ ربوہ
برقعہ۔ سوٹ۔ ساڑھیاں۔ دوپٹے
غرارہ سیٹ۔ میکسی۔ سلمہ ستارہ
کشیدہ کاری اور کڑھائی کا مرکز

KIDNY STONE COURSE

پتھری گردہ کورس

۴۰ روزہ کورس قیمت -/۱۵۰
لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: سیلز: ۷۷۱ کلینک: ۶۰۶ رہائش ڈاکٹرز: ۶۰۷

احمدیہ صد سالہ جشن تشکر مبارک

ملک پراپرٹی ڈیلر

جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ملک زیاد عمر اسد ابن ملک فضل عمر
گول بازار ...... ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد، مرض اٹھرا کی شکار دکھیا عورتوں کے لیے

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

ہیڈ آفس، چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۲۲۲ فون: ۷۳۹۹۷

حکیم نظام جان صاحب کے فرزند حکیم انوار احمد جان

ہر ماہ کی
• ۵ - ۶ - ۷ تاریخ کو کوٹھی نمبر ۱ دارالعلوم غربی ربوہ • ۸ تاریخ کو بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
• ۱۲ تا ۱۸ تاریخ کو ۲۔ بی روڈ بالمقابل شیش محل بس سٹاپ یو بی ایل بالائی منزل، لیاقت آباد کراچی نمبر ۱۹
اور • ۲۵ تا ۲۸ تاریخ کو چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ ملتان میں مطب فرماتے ہیں۔
ہر جگہ خواتین کے لیے معائنہ کا انتظام ہے۔

منیجر دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ فون: ۵۵۸

پبلشر: مسعود احمد ❊ پرنٹر: قاضی منیر احمد ❊ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ❊ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ ❊ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے